۱۹۔ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۵۸۴ھ یا ۵۸۵ھ یا ۵۶۹ھ   مولد: کوٹوال، مضافات ملتان

تاریخ وفات: ۵ محرم ۶۶۰ھ یا ۶۶۴ھ ۶۶۸ھ یا ۶۷۰ھ یا ۶۹۰ھ یا ۶۹۷ھ

مدفن: پاک پٹن، ضلع ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے آج کے بزرگ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

یہ جتنے نام آرہے ہیں، فرید الدین، جلال الدین، تو یہ سب القاب تھے۔ ان کے یہاں بزرگوں کی طرف سے لقب ملتا تھا۔ اور وہ بھی ویسے اپنی طرف سے بنائے ہوئے نہیں بلکہ **الالقاب تنزل من السماء**، ان کا اصل نام تو تھا مسعود، اور ان کا لقب فریدالدین ہے۔ گنج شکر ایک کرامت سے بنے۔ کنکر یا ریت یا نمک، مختلف روایات ہیں کہ وہ سارا شکر بن گئی تھی، اس لئے ان کو گنج شکر بھی کہا جاتا ہے۔

اصل ان کا خاندان کابل میں رہائش پذیر تھا۔ ان کے دادا تھے قاضی شعیب، علمی گھرانہ تھا۔

تاتاری فتنہ

ایک مصیبت آئی، آسمان اور زمین نے ایسی مصیبتیں کم دیکھی ہیں، یہ مصیبت تاتاریوں کی طرف سے جب آئی ہے مسلمانوں پر اور اسلام پر، تاتاریوں کا یہ فتنہ چند حکام اور سلاطین کی غلطی کی وجہ سے پیش آیا کہ منگولیا Mongolia کے لوگوں کی طرف سے شکایت لے کر کوئی قاصد پہنچتا ہے، تو اس سفیر کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس پر ان کے بادشاہ نے تین دن کھانا، پینا، سونا، سب ترک کر کے ایک کام کیا، دعا کی، اور

دعا اپنے طریقہ اور انداز سے کی، ایک پہاڑ کی چوٹی پر کی۔ جس طرح بزرگ پہاڑ کی چوٹی پر چلے جاتے ہیں اور خلوت گزیں ہوجاتے ہیں، جنگل، بیابان، ساحل کے کنارے تلاش کرتے ہیں خلوت کے خاطر، تو یہ پہنچتا ہے پہاڑ کی چوٹی پر اور اپنے ایک پیر پر، دوسرے پیر کے سہارے کے بغیر، مسلسل دعا میں مصروف ہے۔

اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا دعا کا انداز یہ تھا کہ اس نے ہمارے ہی خدا سے مانگا اور دعائیں کی اور کہا کہ اے مسلمانوں کے خدا! اگر تو ان کا اور ہم سب کا خدا ہے، تو یہ ظلم جو ہمارے ساتھ ہوا ہے اس کا ہم بدلہ چاہتے ہیں۔

لکھا ہے کہ تین دن کے بعد اسے باقاعدہ آسمان سے جواب ملتا ہے، آواز آتی ہے۔ یہ ندا کے بہت سارے واقعات ہیں، کسی وقت بیان کریں گے۔ تو یہ ندا آتی ہے کہ تمہاری نصرت ہوگی، جاؤ، تم بدلہ لے سکتے ہو۔

مٹھی بھر لوگ تھے یہ منگولین، اور یہاں سے لے کر روم تک اور یورپ کے کنارہ تک اور یورپ کے آدھے فرانس تک، تمام اسلامی ملک تھا، پورا ایک عالم اور جہان تھا۔ مگر اللہ کی شان کہ اس کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ چنگیز خانی فتنہ، ہلاکو کا فتنہ جہاں کہیں پہنچا ہے، تو وہاں والوں پر زمین تنگ ہوگئی، جینا دوبھر ہوگیا۔

ان کے دادا قاضی شعیب بھی کابل سے اسی بناء پر ہجرت کرتے ہیں۔ جہاں کہیں اس کی اطلاع پہنچ جاتی تھی، تو لوگ دعا کرتے تھے کہ کاش! کہ ہم اس قبرستان والوں کی جگہ ہم آباد ہوتے، زمین کے نیچے ہوتے۔ اب کہاں جائیں؟

ان کا خاندان وہاں سے ہجرت کر کے لاہور آیا، قصور آیا، اور ہوتے ہوتے اس زمانہ میں ملتان بڑا آباد تھا، علمی اعتبار سے، انتظامی اعتبار سے، علمی، روحانی اعتبار ے بہت بڑا مرکز تھا۔ تو وہیں پر ان کی، فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوتی ہے ایک بزرگ سے، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ یہ دہلی سے سفر کر کے ملتان پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں

ملاقات ہوئی، تعارف ہوا، تو ابتدائی اپنی کچھ تعلیم وغیرہ بھی ان سے شروع کی یہاں تک کہ لکھا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں النافع خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہے۔

یہ اکابرین تو تمام علوم اور فنون کے جامع ہوا کرتے تھے۔ لیکن منکرین تصوف کے یہاں جب اہلِ تصوف کا ذکر کیا جاتا ہے، تو جوگیوں کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ کہتے ہیں جوگیوں کی طرح سے اور چرسیوں کی طرح سے لگے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے گردن جھکائے کون بیٹھ سکتا ہے؟ ایک دن، دو دن۔ یہ سالہا سال گذار دیتے ہیں۔

خواجہ مخدوم کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ سالہا سال استغراق ہی استغراق میں گذارے۔ جیسا پرسوں بتایا تھا کہ وہ کسی کو پہچانتے ہی نہیں تھے۔ تو یہ نہ جوگی تھے، نہ چرسی تھے، یہ تو بہت بڑے نادرۃ الزمان اہلِ علم ہوا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو کس طرح فنا کیا جاتا ہے، اس فنائیت کو بھی علم کے ساتھ سیکھ لیا تھا۔

بیعت، تکمیلِ تعلیم، خلافت

حضرت سے انہوں نے فقہ میں کتاب النافع پڑھی۔ اور پھر استاذ اتنے پسند آئے کہ بیعت بھی ہوئے۔ بیعت ہو کر انہوں نے درخواست کی کہ حضرت! میں تو اب آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ تو فرمایا کہ جب تک یہاں قیام ہے، تم رہ سکتے ہو۔

جب جانے لگے تو اصرار کیا کہ میں دہلی آپ کے ساتھ چلتا ہوں، وہاں میں اپنی تعلیم مکمل کروں گا۔ تو منع فرمایا کہ آپ اپنی تعلیم یہیں مکمل کریں، جب آپ کی تعلیم مکمل ہو جائے گی، تب دیکھا جائے گا۔ دیکھئے، کتنا لحاظ ہے شریعت کا، اسلامی علوم کا، فنون کا۔ فرمایا کہ اس کو پہلے مکمل کرو۔ اس کی تکمیل کے بعد پھر یہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔

پھر حضرت نے اس زمانہ کے اعتبار سے، ان سے مجاہدے کروائے ہیں، سالہا سال۔ ایک جگہ دہلی کے ایک کونہ میں ان کو بٹھا دیا اور وہاں کسی طرح کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ بس، خدا

دے تو کھالو اور ہمیشہ کے روزے سے رہنے لگے۔

فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کے حکم سے مجاہدے کرتے رہے۔ اللہ تعالی نے پھر ان کو نوازا، روحانی اعتبار سے تکمیل ہوگئی، تو حضرت کی طرف سے نہ صرف خلافت عطا ہوئی، بلکہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہونے لگا، تو ان کو یاد فرمایا۔ فرمایا کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ ہر وقت کے حاضر باش خدام اور قریب کے جو لوگ تھے، ان کو چھوڑ کر ہانسی سے ان کو بلا کر حضرت نے فرمایا کہ یہ سجادہ آپ کے حوالے، یہ ہماری گدی آپ کے حوالے کرتے ہیں اور ہم جاتے ہیں اور وہ اللہ کے پیارے ہوگئے۔

اس کے بعد وہاں چند روز مقیم رہے، لیکن چونکہ اتنا عرصہ خلوت میں گزارا تھا، تو ان کو اتنا ہجوم اور لوگوں کا آنا جانا، ملنا جلنا گوارا نہ ہو سکا اور فرمایا کہ ہم واپس ہانسی چلتے ہیں۔ تو سب نے گھیر لیا کہ حضرت! آپ کو تو آپ کے پیرومرشد نے یہاں بٹھایا ہے۔ آپ کیسے جا سکتے ہیں؟ فرمایا نہیں، جو انہوں نے حوالہ کیا ہے، وہ کام تو میرے ذمہ ہے، جو دولت حوالہ کی وہ بھی میرے پاس ہی رہے گی، لیکن مجھے وہاں زیادہ سہولت رہے گی، تو پھر وہاں وہ ہانسی منتقل ہو جاتے ہیں۔

مسواک کی لکڑی

لکھا ہے حالات میں کہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ یہ ترکِ تنعّمات اور مجاہدہ اخیر تک تمام بزرگوں کے یہاں ملتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو آپ کی غذاء ہوتی تھی، ابھی مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سفر میں ہمارے ہاں تشریف لائے، تو میں نے ان سے کہا کہ یہ زیتون کے درخت یہاں بہت ہوتے ہیں، تو اس کی مسواک کاٹ کر لے جائیں۔ کیوں کہ مسواک کے بارے میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے پیلو کی مسواک، یہ مسنون ہے، ثم الزیتون، ثم المُرّ، کہ سب سے پہلے پیلو اور اس کے بعد زیتون کی لکڑی کی مسواک، اور تیسرے نمبر پر کسی بھی قسم کی کڑوی لکڑی ہو، اس کی مسواک مفید ہے، وہ کرنی چاہیے۔

پیلو کا پھل اور گولر

وہ پیلو کا جو پھل ہوتا ہے، بچپن میں ہم بھی پیلو کے درخت سے توڑ کر لایا کرتے تھے۔ یہاں تو آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گا، وہ تو ایک جنگل کا پھل ہے، دیہات میں رہنے والے لوگوں کی چیز ہے گولر کی طرح سے۔ جیسے حضرت خواجہ مخدوم کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملتان سے میرے پیرومرشد کے بھیجے ہوئے مہمان آئے ہیں، تو خادم سے فرمایا کہ ہمارے گولر میں ذرا سا نمک ڈال دینا، تو یہ اعلیٰ قسم کی تواضع شمار ہوئی کہ گولر اور اس کے اندر ذرا سا نمک ڈال دیا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی افطاری میں صرف گولر پر گذارہ رہتا تھا۔ بزرگوں نے انہی سے یہ سب چیزیں لیں۔ جس زمانہ میں ہم نے بہت قریب میں نظام الدین کو دیکھا، سکسٹیز (sixties) میں، تو اس وقت بھی نظام الدین کے چاروں طرف آپ دیکھیں، تو صرف جنگل معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی سے اس کا نام ہی تھا بستی نظام الدین، بستی تھی، شہریت نہیں تھی، اور چاروں طرف خالی علاقہ تھا، پرانے کھنڈرات تھے۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی شہر سے، رمضان المبارک میں کچھ حضرات گئے، تو وہ دہلی شہر کے رہنے والے اور رمضان المبارک میں ہر ایک سے مجاہدہ نہیں ہوتا، تو انہوں نے سوچا کہ حضرت کے پاس چند روز قیام کریں گے۔

جب افطار کا وقت ہوا تو دیکھا کہ سناٹا ہے، افطار میں تو چند منٹ رہ گئے اور یہاں تو کوئی شور، ہنگامہ نہیں ہے۔ تو جب غروب کا وقت قریب ہوا، تو حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ بھئی، مہمان ہیں، جلدی سے گولر لے آؤ، جو کل کے رکھے ہیں۔ یہ تواضع ہو گئی۔

علیکم بالاسود

ان کے یہاں بھی، حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پیلو کے پھل پر گذارہ ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابۂ کرام کے ساتھ صحراء میں کہیں قیام ہے۔ دیکھا کہ صحابۂ کرام نے دیکھا کہ پیلو کا درخت ہے، تو اس کے پھل توڑنے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **علیکم بالاسود**، تم پکے ہوئے کالے رنگ کے ہوں، وہ توڑو کہ وہ لذیذ ہوں گے۔

صحابۂ کرام تعجب سے پوچھنے لگے یا رسول اللہ! آپ کو کیسے معلوم کہ اس میں سے کونسی قسم کے پھل اور کون سے رنگ کے کھانے چاہیے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا، **كُنْتُ اَرْعٰى الْغَنَمَ لِأَهْلِ مَكَّةَ عَلٰى قَرَارِيْط**، مجھے چند قیراط دیتے تھے۔ تو میں نے بکریاں چرائی ہیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے اسماءِ گرامی گنوائے کہ فلاں فلاں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے، شعیب علیہ السلام نے، ان سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ تو میں بھی صحراء میں رہا ہوں، میں بکریاں چراتا تھا۔ اس لئے مجھے یہاں کے درخت، یہاں کے پھلوں کا علم ہے، اس لئے **علیکم بالاسود**، کہ تم کالے پھل توڑ کر کھاؤ۔

حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی اسی پیلو پر گزارہ ہے۔ ایک دفعہ خادم نے دیکھا کہ بہت دن سے یہ پیلو کے پھل ویسے ہی ہم کھا رہے ہیں، تو ان کو ذرا سا تبدیلی کا شوق ہوا۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کہیں تشریف لے گئے، تو حضرت جس جگہ پر تشریف فرما ہوتے تھے اور وہاں ایک چمڑا سا بچھا ہوا رہتا تھا، تو خدام گھر والوں نے سوچا ہوگا کہ ذرا اس کی صفائی کر لیں، اس کو بدل لیں۔ تو جب حضرت واپس آئے تو بہت ناراض ہوئے، صرف اس کی تبدیلی پر کہ اتنی تبدیلی بھی اچھی نہیں لگتی۔

نمک کیوں ڈالا؟

خادم نے سوچا کہ اتنے دن ہوگئے، زمانہ ہوگیا، حضرت اسی طرح کے پیلو کے پھل کھا رہے

ہیں کہ جسم کا حق ادا کرنے کی نیت سے ڈال دئے، چبا کر اتار لئے۔ تو انہوں نے سوچا کہ اس میں ذرا سا نمک ڈال دیتے ہیں، ذائقہ کی تبدیلی کے لئے۔ تو وہ قریب سے کہیں سے جا کر کے ادھار نمک لے آئے اور ڈال دیا۔ جیسے ہی حضرت نے پیلو منہ میں رکھا، فرمایا کہ ارے بھئی! یہ بے اصولی آج کس نے کی؟ حضرت نے ڈانٹا، اتنی تبدیلی بھی گوارا نہیں۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے مجاہدے

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے کیا کیا مجاہدے فرمائے، یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فلاں جگہ سے ایک دفعہ ٹوکرا پھلوں کا آیا اور کچھ چیزیں آئیں، تو میں نے فلاں سے کہا کہ تم لے جا کر اس طرح اس کو تقسیم کردو۔ کیوں؟

فرمایا کہ اس لئے کہ وہ زمانہ میرا زائد چیزوں سے پرہیز کا زمانہ تھا۔ زائد چیزوں سے پرہیز کا زمانہ تھا۔ یہ جملہ بہت کچھ بتا رہا ہے کہ کتنے زمانہ تک حضرت نے ان چیزوں سے پرہیز کیا۔ اور زائد کے معنی یہ کہ جو جسم کی جتنی حاجت اور ضرورت ہے، اس سے زائد کوئی چیز استعمال نہ کی جائے، کھانے پینے میں بھی نہیں، نہ لباس میں، نہ فرش میں۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ چیزیں جو حضرت نے اس وقت ترک فرمائی تھیں، جب ہم نے حضرت کو دیکھا ہے، اس وقت پھل تو نوش فرما لیتے تھے، مگر کوئی میٹھی چیز، کسی طرح کی بھی ہو، حضرت منہ میں رکھ نہیں سکتے تھے۔ اتنی نفرت ہوگئی تھی کھانا چھوڑنے کی وجہ سے۔ کوئی بہت زیادہ اصرار سے عرض کرتا کہ حضرت! ذرا ایک چمچ۔ فرمایا مجھے اُبکائی آئے گی، میں نہیں کھا سکتا۔

یہ ان حضرات کے مجاہدے تھے کہ صرف پیلو پر گزارہ ہو رہا ہے، کہ صرف گولر پر گزارہ ہو رہا ہے۔ اور فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ہمیشہ کے روزے رکھتے تھے، صائم الدہر تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان حضرات کی برکات سے نوازے اور ان کے اتباع کی توفیق عطا

فرمائے۔ اگرچہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے یہاں تو شاہی دسترخوان ہوتا تھا، ہزاروں مہمانوں کے لئے انواع واقسام ہوتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ دوستو! ہم ان حضرات کی اتباع کی حرص بھی نہیں کرسکتے، بلکہ تمنا بھی نہیں کرسکتے۔ ان کے جیسے مجاہدے ہم کب کرسکتے ہیں، لیکن کم ازکم اپنے لئے دعا کرنی چاہئے کہ الٰہی! تو نے ان بندوں کو ان مجاہدوں کے نتیجے میں کہاں سے کہاں تک پہنچایا۔ اللہ تعالی ان بزرگوں کے طفیل ہماری اس ٹوٹی پھوٹی عبادت کو، پڑھنے پڑھانے کو قبول فرمائے۔

رمضان کی خاص دعاؤں میں، پاکستان میں ملینوں سیلاب زدہ مسلمان کس طرح رمضان گزارتے ہوں گے، ان کو یاد رکھ کر ان کے لئے بھی دعا کیا کریں۔ اللہ تعالی ان کی مدد فرمائے۔